انتقاد

دیوان ۔ المعلم عبدالحمید الفراہی (عربی)۔ نوائے پہلوی از حمیدالدین فراہی (فارسی)۔

مولانا حمیدالدین فراہی مرحوم قرآن حکیم کے مفسّر ہونے کی حیثیت سے پورے برصغیر میں ایک امتیازی مقام رکھتے ہیں۔ وہ ۱۸۶۲ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۳۰ء میں انتقال فرماگئے۔ یہ دو مختصر مجموعے اُن کے عربی اور فارسی اشعار کے ہیں۔

مولانا فراہی مولانا شبلی کے خاندان میں سے تھے۔ شروع کی تعلیم علی گڑھ کالج میں ہوئی۔ اُس وقت مولانا شبلی علی گڑھ میں تھے۔ اور سرسید بھی زندہ تھے۔ وہ مولانا کی ذہانت اور عربی و فارسی میں غیرمعمولی دستگاہ سے بہت متاثر ہوئے۔

جب وائسرائے ہند لارڈ کرزن خلیج فارس کی عربی امارتوں اور جنوبی ایران کی سیاحت کے لئے گیا۔ تو مولانا فراہی بطور عربی و فارسی مترجم کے اُس کے ساتھ اِن دیار میں گئے۔

اس کے بعد مولانا نے قرآن مجید کے لئے اپنی زندگی وقف کردی۔ اور آخر تک اسی میں غور و خوض کرتے رہے۔ چنانچہ مولانا عبدالماجد دریابادی نے مولانا فراہی کے بارے میں لکھا ہے:۔

"اُنھوں نے تفسیر کے بعض نئے اُصول دریافت کئے۔ ان میں سب سے بڑا اِن کا فلسفہ نظم قرآن ہے یعنی ہر سورہ بجائے خود ایک مستقل و منظم و مرتب کلام ہے۔ اور پھر اس طرح ہر سورہ اپنے مضمون کے لحاظ سے اپنی قبل والی اور بعد والی سورہ سے مربوط ہے"۔ مولانا فراہی کی تفسیر القرآن کے بعض اجزاء اصل عربی میں اور اُن کے اردو ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔

مولانا فراہی مفسر قرآن ہونے کے ساتھ کبھی کبھی فارسی و عربی میں شعر بھی کہا کرتے تھے۔

اُن کے قائم کردہ مدرسۃ الاصلاح اعظم گڑھ کی طرف سے جہاں اُن کی تفسیر کے بعض رسالے شائع کئے گئے ہیں، وہاں مولانا کے عربی و فارسی اشعار کے زیرِ نظر مجموعے بھی شائع ہوئے ہیں۔ "دیوان" مولانا کے عربی اشعار کا مجموعہ ہے اور "نوائے پہلوی" فارسی اشعار کا۔

"دیوان" کی بعض نظمیں اُس دَور کے تاریخی واقعات کے متعلق ہیں۔ ایک نظم ۱۹۱۱ء کی جنگِ طرابلس پر ہے۔ طرابلس پر اطالیوں کے حملے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔ "اگر تم نے آج مدافعت نہ کی تو یقیناً اس سے بھی منحوس دن آئے گا۔ میں فتنوں کو موجزن دیکھ رہا ہوں، اور جو پہچان سکتا ہے، اُس کے لئے وہ ظاہر ہیں۔ وہ (دشمن) قسطنطنیہ چاہتے ہیں اور اس کے بعد ارضِ القدس"۔ اور اس نظم کا آخری شعر ہے:۔

ولینصرن اللّٰہ من ینصرہ فلیحمس

(بے شک اللہ اُسی کی مدد کرتا ہے، جو خود اپنی مدد کرے، پس لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ)

طرابلس اُس وقت ترکوں کے ماتحت تھا۔ اور وہاں عرب اور ترک مل کر حملہ آور اطالیوں کے خلاف لڑے تھے۔ مولانا فراہی اس کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:۔ "اے گمراہی! وہ (اطالوی) نہیں جانتے کہ خلافت (عثمانی) سب سے اچھی جمع کرنے والی ہے۔ پس ہم اُس کے لئے جانیں نثار کر دیں اور اُس کی حفاظت کریں۔ ترک بہادر غازی کی ہتھیلی کی طرح ہیں۔ اور عرب مثل انگلیوں کے ہیں۔ اور ہتھیلی انگلیوں کے بغیر نہیں ہوتی"۔

طرابلس کے بعد ۱۹۱۲ء سے ۱۹۱۳ء میں بلقان میں لڑائی شروع ہو گئی تھی۔ وہاں کی عیسائی ریاستیں ترکوں کے خلاف اُٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔ اور ایک وقت میں عیسائی فوجیں قسطنطنیہ کے پاس پہنچ گئی تھیں۔ جنگ بلقان کا مولانا یوں ذکر کرتے ہیں:۔ "بلقان میں لڑائیوں کی آگ بھڑک اُٹھی۔ اُسے اہلِ صلیب نے سرکشی کر کے بھڑکایا ہے۔ آفاق میں کوئی جگہ ایسی نہیں رہی کہ اسلام کو وہاں شعلوں نے نہ لپیٹ لیا ہو۔ شیطان نے اپنے جتھے اکٹھے کئے اور اُنہیں شریر اکسایا۔ اُنہوں نے اسلام پر اپنی یلغاریں بول دیں جنہوں نے دوست کو دوست سے بھلا دیا ہے"۔

اس کے بعد عربی اشعار سنیئے:۔

یا کُردُ یا تاتار یا کابل   یا کلّ من للہ عبدٌ منیب

فی مشرق الافاق او مغرب — او فی شمال الارض او فی جنوب

یدعوکم الاسلام جہراً الی — ذب العدی عنه فهل من مجیب

قوموا النصر الحق من فورکم — واستنفروا من کل مردٍ وشیب

(اے کردو! اے تاتاریو! اے کابل! اور ہر وہ شخص جو اللہ کا تابعدار بندہ ہے۔ وہ مشرق میں ہو یا مغرب میں، شمال میں ہو یا جنوب میں۔ تمہیں اسلام دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے علی الاعلان بلاتا ہے۔ کیا کوئی اس دعوت کو قبول کرنے والا ہے۔ حق کی مدد کے لئے فوراً اٹھو۔ ہر نوجوان اور بوڑھا کمرِ ہمت باندھ لے)

مولانا فراہی کی زبان بڑی صاف اور رواں ہے۔ اور اُس میں عجمیوں کا مطلقاً تکلف نہیں۔ افسوس ہے مولانا کا یہ مجموعہ بہت ہی مختصر ہے۔ شعر گوئی چوں کہ مولانا کا اصل مقصد نہیں تھا۔ اس لئے ہو سکتا ہے جیسا کہ مؤلف مجموعہ نے لکھا ہے، مولانا کا عربی کا اور بھی کلام ہو۔ جو محفوظ نہ رہا ہو۔ بہر حال اس مختصر سے مجموعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا کو فصیح عربی پر کتنی قدرت تھی۔ اور وہ عرب اہلِ زبان کی طرح اس میں اپنے جذبات کا بڑی خوبی سے اظہار کر سکتے تھے۔

"دیوان" کے کل ۳۲ صفحے ہیں۔ اور قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے ہے۔

نوائے پہلوی: مولانا کے فارسی کلام کا مجموعہ ہے۔ عربی کی طرح مولانا فراہی کو فارسی زبان پر بھی پوری قدرت تھی۔ اس مجموعہ میں نظمیں ہیں۔ غزلیں ہیں اور قطعات ہیں۔ ایک قصیدہ مشہور ایرانی شاعر خاقانی کے تتبع میں سلطان عبدالحمید کی تعریف میں ہے۔ اس کے چند شعر ملاحظہ ہوں:

شاہے کہ آستانش را سجدہ بر فلک — شاہنشہے کہ رالیش را چاکر آئینہ

سلطان دیں خلیفہ عبدالحمید خاں — کس مثل در جہاں نبود جز در آئینہ

کیواں علم، ستارہ حشم، آسماں سریر — جمشید ساغراست وہم اسکندر آئینہ

ایک قطعہ راجہ نیپال کی فرمائش پر لکھا گیا۔ جو "شادی" تخلص کرتا تھا۔

"حدیثِ عشق" کے عنوان سے ۲۱ صفحات پر مشتمل ابیات ہیں۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:-

بسی عاشق بہر کشور بیابی — چو من دلدادۂ کمتر بیابی

بشب چوں مرغ وماہی گیرد آرام — مرا بیتاب بر بستر بیابی

بہ بالینم اگر دستی بمالی ہمہ از آب چشم تر بیابی
دل صد پارہ ام گر باز جوئی بہر یک پارہ صد نشتر بیابی
ہمیں گر آتش دل ہست روزے مرا یک مشت خاکستر بیابی
چو گفتارِ حمید آری فراہم
حدیثِ عشق سر تا سر بیابی

ایک قطعہ میں چار چیزوں پر فخر کرتے ہیں۔ حسام الدین کی دوستی اور رشید کے بھائی ہونے پر اور یہ کہ ع

اوستادی ہم چوں شبلی چوں سروشم رہبری

(شبلی جیسا اُستاد ہے اور سروش میرا رہبر ہے)

مولانا کا فارسی کا اور بھی کلام ہے، جو زیرِ طبع ہے۔

نوائے پہلوی کی قیمت چار روپے ہے۔

ان دونوں کتابوں کی قیمت ماہنامہ 'میثاق' لاہور بھجوا کر ناشرین سے انہیں منگوایا جا سکتا ہے۔ ناشرین۔ دائرہ حمیدیہ۔ مدرسۃ الاصلاح۔ سرائے میر۔ اعظم گڑھ۔ یو۔ پی۔ ہندوستان۔